خواجہ الطاف حسین حالؔی

(۱۸۳۷ء..........۱۹۱۴ء)

خواجہ الطاف حسین حالؔی، پانی پت میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق انصاریوں کے ایک معزز خاندان سے تھا، جو غیاث الدین بلبن کے زمانے میں ہرات سے ہندوستان آیا اور پھر یہیں کا ہو رہا۔ ان کے والد خواجہ ایزد بخش نے انتہائی عُسرت اور تنگ دستی میں زندگی گزاری۔ حالؔی ابھی نو سال کے تھے کہ اُن کے والد کا انتقال ہوگیا۔ بڑے بھائی اور بہن نے حالؔی کی پرورش کی۔ سترہ سال کی عمر میں، ان کی رضا مندی کے بغیر، ان کی شادی کر دی گئی۔ علم کے شوق میں یہ بیوی کو میکے چھوڑ کر دِلّی چلے گئے اور وہاں سال ڈیڑھ سال معروف عالم اور واعظ مولوی نوازش علی کے مدرسے میں زیرِ تعلیم رہے۔ ۱۸۵۶ء میں حصار کلکٹری میں ملازم ہوگئے، مگر ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے باعث انھیں واپس آنا پڑا۔ ۱۸۵۷ء کے بعد نواب مصطفیٰ خان شیفتہؔ کے مصاحب اور اُن کے بچوں کے اتالیق رہے۔ اسی زمانے میں انھوں نے شاعری میں مرزا غالبؔ کی شاگردی اختیار کی۔ گورنمنٹ بک ڈپو، لاہور اور اینگلو عربک سکول، دِلّی میں ملازمت کی۔ ۱۹۰۴ء میں انھیں ''شمس العلما'' کا خطاب ملا۔

مولانا حالؔی کا شمار اُردو ادب کے اہم شاعروں، نثر نگاروں اور تنقید نگاروں میں ہوتا ہے۔ ۱۸۵۷ء سے قبل اُنھوں نے قدیم اور روایتی طرز کی شاعری کی، مگر بعد میں حالات کی تبدیلی نے اُن کے خیالات کو یکسر بدل ڈالا۔ انجمنِ پنجاب کی تحریک، گورنمنٹ بک ڈپو کی ملازمت اور سر سیّد احمد خان سے وابستگی نے، ان کے نئے خیالات کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ مولانا حالؔی کی اخلاقی، اصلاحی اور مِلّی شاعری نے اُردو ادب پر بہت گہرے اثرات مرتّب کیے۔ انھیں جدید شاعری، تنقید نگاری اور سوانح نگاری میں اوّلیت کا درجہ حاصل ہے۔ مولانا حالؔی نے نثر اور نظم میں کئی کتابیں یادگار چھوڑیں۔ اُن کی اہم کتابوں میں ''دیوانِ حالؔی''، ''مسدّسِ حالؔی'' (مدو جزرِ اسلام)، ''مقدمۂ شعر و شاعری''، ''یادگارِ غالب''، ''حیاتِ سعدی'' اور ''حیاتِ جاوید''، خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

خواجہ الطاف حسین حالؔی

حمد

مقاصدِ تدریس

۱۔ طلبہ کو حمد و ثنا کے معنی و مفہوم اور اہمیت سے متعارف کرانا۔
۲۔ طلبہ کو اللہ ربّ العزت کی ذات و صفات کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ کرنا۔
۳۔ طلبہ کے دلوں میں توحید کی عظمت اور ایمان کی پختگی کا احساس پیدا کرنا۔

قبضہ ہو دلوں پر کیا اور اِس سے سوا تیرا
اک بندۂ نافرماں ہے حمد سرا تیرا

گو سب سے مقدّم ہے حق تیرا ادا کرنا
بندے سے مگر ہوگا حق کیسے ادا تیرا

محرم بھی ہے ایسا ہی جیسا کہ ہے نامحرم
کچھ کہہ نہ سکا جس پر یاں بھید کُھلا تیرا

جچتا نہیں نظروں میں یاں خلعتِ سُلطانی
کملی میں مگن اپنی رہتا ہے گدا تیرا

تُو ہی نظر آتا ہے ہر شے پہ محیط اُن کو
جو رنج و مصیبت میں کرتے ہیں گِلا تیرا

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام، صبا تیرا

ہر بول ترا دل سے ٹکرا کے گزرتا ہے
کچھ رنگِ بیاں حالؔی ہے سب سے جُدا تیرا

مشق

۱۔ حمد کے حوالے سے درجِ ذیل سوالات کے جواب لکھیں۔

(الف) کون سا بندہ حمد سرا ہے؟

(ب) کس کا حق سب سے مقدّم ہے؟

(ج) محرم اور نامحرم میں کیا فرق ہے؟

(د) اللہ کا گدا کس میں مگن رہتا ہے؟

(ہ) بادِ صبا گھر گھر کیا لیے پھرتی ہے؟

۲۔ اس حمد میں شاعر نے اللہ تعالیٰ کی کون کون سی صفات بیان کی ہیں؟

۳۔ مندرجہ ذیل الفاظ و مرکبات کے معنی لکھیں۔

مقدّم، محرم، خلعتِ سُلطانی، محیط، آفاق، بندۂ نافرماں

۴۔ تیسرے شعر میں شاعر نے ''محرم'' اور ''نامحرم'' کو کس لیے ایک جیسا قرار دیا ہے؟

۵۔ درجِ ذیل اشارات کی مدد سے حمد کا خلاصہ مکمل کریں۔

دلوں پر اللہ کا قبضہ............نافرمان بندہ اور حمد سرائی............اللہ کی بندگی کا حق کس سے ادا ہو............محرم و نامحرم برابر ہیں............خلعتِ سُلطانی............ہر شے پہ محیط ہے............ہر طرف اُس کی خوشبو ہے............حالؔی کا بیان سب سے جُدا ہے۔

۶۔ اِعراب لگا کر تلفّظ واضح کریں:

بندہ نافرماں، حمد سرا، مقدم، محرم، خلعت سلطانی، رنج و مصیبت، آفاق، رنگ بیاں

۷۔ مناسب لفظ کی مدد سے مصرعے مکمل کریں۔

(الف) گو سب سے ...... ہے حق تیرا ادا کرنا

(ب) محرم بھی ہے ایسا ہی جیسا کہ ہے ......

(ج) ...... نہیں نظروں میں یاں خلعتِ سُلطانی

(د) ...... میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری

(ہ) ہر بول ترا ...... سے ٹکرا کے گزرتا ہے

۸۔ 'نافرمان' اور 'نامحرم' میں 'نا' سابقہ ہے۔ آپ ایسی پانچ مثالیں تلاش کریں جن میں 'نا' سابقے کے طور پر استعمال ہوا ہو۔

۹۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
بندۂ نافرماں	مہک
مقدّم	رنگِ بیاں
محرم	صبا
کملی	خلعتِ سلطانی
آفاق	نامحرم
پیغام	حق
بول	حمد سرا

قافیہ:

شعر کے آخر میں آنے والے ہم آواز الفاظ کو قافیہ کہا جاتا ہے۔ ہر شعر میں قافیہ تبدیل ہوتا ہے تاہم ان کی صوت (آواز) ایک جیسی رہتی ہے۔ قافیہ کی جمع قوافی ہے۔ قافیے کی چند مثالیں دیکھیں:

دلِ ناداں تجھے ہُوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے
ہم ہیں مشتاق اور وہ بے زار
یا الٰہی! یہ ماجرا کیا ہے
جان تم پر نثار کرتا ہوں
میں نہیں جانتا دُعا کیا ہے

ان اشعار میں ہوا، دوا، ماجرا اور دُعا قافیے ہیں۔ یہ تمام الفاظ ہم آواز ہیں۔

ردیف:

ردیف کے لغوی معنی سوار کے پیچھے بیٹھنے والے کے ہیں۔ شعر کے آخر میں آنے والے لفظ یا الفاظ کے مجموعے کو ردیف کہا جاتا ہے۔ چوں کہ یہ لفظ یا الفاظ قافیے کے بعد آتے ہیں اس لیے انھیں ردیف کا نام دیا گیا ہے۔ ہر شعر میں ردیف کا لفظ یا الفاظ ہو بہو دُہرائے جاتے ہیں اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ ردیف کی چند مثالیں دیکھیں:

کوئی اُمید بر نہیں آتی
کوئی صورت نظر نہیں آتی

موت کا ایک دن معیّن ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

پہلے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی
اب کسی بات پر نہیں آتی

ان اشعار میں الفاظ "نہیں آتی"، ردیف کی مثالیں ہیں۔ یہ الفاظ بغیر کسی تبدیلی کے ہر شعر میں دُہرائے گئے ہیں۔

سرگرمیاں:

۱۔ کسی اور شاعر کے کلام سے حمد تلاش کر کے اپنی کاپی میں لکھیں۔

۲۔ طلبہ سے اس حمد کی درست آہنگ کے ساتھ بلند خوانی کرائی جائے۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ اساتذہ، طلبہ کو بتائیں کہ ایسی نظم جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف بیان کی گئی ہو "حمد" کہلاتی ہے۔

۲۔ اساتذہ، طلبہ کو "مسدسِ حالی" کے بارے میں بھی تفصیل سے بتائیں کہ برصغیر کے مسلمانوں پر اس کے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔

۳۔ حمدیہ شاعری اور اُس کی روایت کے بارے میں بنیادی باتیں بتائی جائیں۔

۴۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں اشعار کی تشریح کی جائے۔ مثلاً پانچواں شعر پڑھاتے ہوئے اس کا حوالہ دیا جائے:

ان اللہ علیٰ کلّ شیءٍ قدیر
(یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے)